فقہ اور اُصولِ فقہ کی تدریس!

مفتی رفیق احمد بالاکوٹی
اُستاذ ونگران شعبہ تخصص فقہ اسلامی جامعہ

مسالکِ اربعہ میں ائمہ کے اختلاف کے بنیادی اجتہادی اُصول

(دوسری قسط)

فقہ حنفی کی مشہور کتابیں

۱:-المبسوط للسرخسي، ابوبکر محمد بن احمد السرخسیؒ (متوفی: ۴۸۳ھ)

۲:-بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، امام ابوبکر بن مسعود الکاسانیؒ (متوفی: ۵۸۷ھ)

۳:-الهداية، برہان الدین علی بن ابی بکر مرغینانیؒ (متوفی: ۵۹۳ھ)

۴:-البحر الرائق، شیخ زین الدین ابن نجیم المصریؒ (متوفی: ۹۷۰ھ)

۵:- فتاویٰ ہندیہ، علمائے ہند۔

۶:-ردالمحتار، محمد امین ابن عابدین الشامیؒ (متوفی: ۱۲۵۲ھ)

فقہ مالکی

۱:-تبصرة الحكام فی أصل الأقضية و مناهج الأحكام، ابراہیم بن علی بن محمد الیعمری المالکیؒ (متوفی: ۷۹۹ھ)

۲:-الذخيرة، احمد بن إدریس المالکی القرافیؒ (متوفی: ۶۹۴ھ)

۳:-الكافي فی فقه أهل المدينة المالكي ، ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر النمری القرطبیؒ (متوفی: ۴۶۳ھ)

۴:-مواهب الجليل، ابوعبداللہ محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن المغربیؒ (متوفی: ۹۵۴ھ)

۵:-المدونة الكبرى، امام مالک بن انسؒ (متوفی: ۱۷۹ھ)

۶:-المقدمات الممهدات، محمد بن احمد بن رشد القرطبیؒ (متوفی: ۵۲۰ھ)

فقہ شافعی

۱:-کتاب الأم، محمد بن ادریس شافعیؒ (متوفی: ۲۰۴ھ)
۲:-الحاوي للفتاوی، شیخ عبدالرحمٰن ابوبکر سیوطیؒ (متوفی: ۹۱۱ھ)
۳:-شرح المھذب ، ابوزکریا محی الدین بن شرف النوویؒ (متوفی: ۶۷۶ھ)
۴:-نھایۃ المحتاج، شمس الدین محمد بن ابی العباس رملیؒ (متوفی: ۱۰۰۴ھ)
۵:-مغنی المحتاج، شیخ محمد مزنیؒ
۶:-شرح المنھاج، شیخ ابومحمد علی بن احمد بن سعیدؒ

فقہ حنبلی

۱:-روضۃ الناظر ، ابومحمد عبداللہ بن احمد بن قدامہؒ
۲:-المغنی، احمد بن محمد بن قدامہ مقدسیؒ
۳:-کشاف القناع، علامہ منصور بن یونس بہوتیؒ
۴:-التمھید، حافظ ابوعمران بن عبدالبر اندلسیؒ
۵:-حلیۃ العلماء ، شیخ محمد بن احمد الشاشی القفالؒ
۶:-مجموع الفتاوی، شیخ الاسلام احمد بن تیمیہؒ

محتویات/توضیحات

فقہی مدرس متعلقہ کتاب، درجہ اور طلباء کا لحاظ رکھتے ہوئے جب مختصر یا مفصل تمہیدی گفتگو سے فارغ ہو جائے تو اس کے بعد کتاب کے محتویات، مشمولات اور متن کی توضیح کی طرف آئے، کتاب کے متن کی توضیح کے لیے فقہی مدرس کو درج ذیل اُمور کا اہتمام کرنا چاہیے:

۱:...... باب کا تعارف

سب سے پہلے باب کا تعارف پیش کرے، اس تعارف میں تین چیزیں بنیادی طور پر یاد رکھنے کی اور بتانے کی ہوتی ہیں:

الف:- ایک تو اس باب میں زیرِ استعمال آنے والی اصطلاحات کا تعارف، مثلاً: بیع، بائع، مشتری، مبیع، ثمن، عاقدین، باطل، فاسد، غبن مغتفر، غبن فاحش، ثمن/ثمن مثلی، قیمت وغیرہ کا تعارف کرایا جائے اور امتحانی سوالات میں بھی اصطلاحات کا سوال دینا مفید ہوگا۔

ب:- دوسرے اس باب کے اہم اہم فقہی قواعد کی طرف رہنمائی فرمائی جائے، مثلاً:

باب الصوم میں کئی مسائل ’’الإفطار مما دخل لا مما خرج‘‘، ’’والداخل یفطر إذا وصل إلی جوف المعدۃ أو الدماغ‘‘ باب المرابحۃ میں کئی مسائل ’’مبنی المرابحۃ علی الأمانۃ والدیانۃ‘‘ کے اصول پر مبنی ہیں۔

’’کتاب السرقۃ‘‘ میں بیشتر مسائل کا تعلق سرقہ کی تعریف میں ذکر کردہ احترازی قیود کے ساتھ ہے، اس حوالے سے مدرس کو چاہیے کہ باب شروع ہونے پر پورے باب کا مطالعہ کرے اور کلیات، قواعد اور تعلیلات پر غور کر کے یہ قواعد خود تلاش کر کے طلبہ کو بتائے، اس سے خود کو بھی فائدہ ہوگا، اور طلبہ کو بھی فائدہ ہوگا۔

اگر ہمت ہو تو اس مقصد کے تحت متعلقہ مقام علامہ کاسانی رحمہ اللہ کی ’’بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع‘‘ سے مطالعہ کیا جائے۔ بدائع کی تعلیلات عموماً فقہی اصل/ قاعدہ/ کلیہ کے طور پر مذکور ہوتی ہیں، اس موضوع پر ایک شامی عالم محمود حمزہ دمشقی کی کتاب ’’الفوائد البهية فی القواعد الفقهية‘‘ بڑی مفید کتاب ہے، مگر عام دسترس میں نہیں ہے، اس کتاب میں فقہی قواعد، فقہی ابواب کی ترتیب پر یکجا فرمائے گئے ہیں، جن سے حسبِ موقع انتفاء و انتفاع بہت آسان ہے۔ ’’الأشباہ والنظائر لابن نجیم‘‘ اور ’’مجلۃ الأحکام العدلیۃ‘‘ اور ’’شرح المجلۃ خالد اتاسی‘‘ میں عام اور معروف فقہی قواعد مذکور ہیں، قواعد سے متعلق متعدد رسائل مفتی عمیم الاحسان رحمہ اللہ نے ’’مجموعۃ القواعد الفقهية‘‘ میں یکجا فرمائے ہیں، وہ عام ملتی ہے۔ ایسے بنیادی قواعد تقریباً ۱۲۱ کے لگ بھگ شمار ہوتے ہیں جن کا استحضار زیادہ مشکل کام نہیں ہے۔

ج:- باب سے متعلق تیسری چیز جس کا اہتمام مفید ہے وہ خلاصۃ الباب کا استحضار اور بیان ہے، خلاصۃ الباب کا مطلب یہ ہے کہ اس باب کے محتویات کیا کیا ہیں؟ مختصراً بتا دیئے جائیں اور اگلے باب کے شروع کے وقت ماقبل سے ربط کے طور پر سابقہ باب کے مسائل کا خلاصہ یوں بیان کر دیا جائے کہ گزشتہ باب میں یہ یہ مسائل و احکام ہم نے پڑھے ہیں، اگر ذوق اور ہمت کا حسنِ امتزاج کسی کو مقدور ہو تو ’’النتف فی الفتاویٰ للسغدیؒ‘‘ (لأبي الحسن علي بن الحسين بن محمد السغديؒ [متوفی: ۴۶۱ھ]) سے ہر باب کے مسائل کی تلخیص کا عمدہ انداز اپنایا جا سکتا ہے۔

۲:......متن کی تفہیم

الف:- متن کی فہم و تفہیم کے لیے استاذ و طالب دونوں آئندہ درس کی خوب تیاری کریں، یعنی کتاب کا متن سمجھنے اور سمجھانے کے لیے مدرس خود بھی خوب تیاری کر کے آئے اور طالب علم کو اس جذبے اور شوق کا حامل بنائے کہ وہ اپنے سبق کا سارا انحصار استاذ پر نہ چھوڑے، بلکہ خود بھی محنت کرے۔

اس کی کیا صورت ہوگی؟ حضرت مفتی نظام الدین شامزی شہید رحمۃ اللہ علیہ طلبہ کے ترغیبی بیان میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ملفوظ بکثرت سنایا کرتے تھے کہ: طالب علم اگر تین اُمور کا التزام کرے تو وہ ضمانت کے ساتھ بڑا اور کارآمد عالم دین بن سکتا ہے: ۱:-ایک آئندہ کل کا سبق خود دیکھ کر آئے، اپنے مطالعہ کے نتیجے میں جو کچھ سمجھ پایا اس کا استحضار رکھے۔۲:-اگلے دن استاذ کے سبق میں ہمہ تن گوش بن کے بیٹھے، اپنے استحضار اور استاذ کے اظہار کے درمیان موازنہ کرتا جائے اور اپنی کمی کو استاذ کی معلومات سے پورا کرتا جائے، پھر اسی سبق کو رات کے وقت اہتمام وانہماک کے ساتھ دہرانے کی ترتیب بنالے۔۳:-تکرار ومطالعہ کا التزام کرے تو ایسا طالب علم ان شاء اللہ! بڑا عالم، مضبوط عالم اور راسخ العلم بن سکتا ہے۔

طالب علم تیاری کے دوران عبارت فہمی تک پہنچنے کے لیے جملوں کے باہمی ربط وتعلق کی پہچان کی کوشش کرے۔ جملوں کی پہچان اور پھر جملوں کے باہمی جوڑ وتعلق کی کیفیت کے حصول کے لیے صرف ونحو کے استحضار واستعمال کی عادت ڈالی جائے جو عموماً اکثر طلبہ کو خاطر خواہ حد تک ازبر ہوتے ہیں، مگر تطبیق واجراء کی ضرورت پھر بھی رہتی ہے۔ طلبہ کو بالخصوص ابتدائی طلبہ کو اس عمل کا ایسا عادی بنایا جائے کہ وہ نحوی وصرفی تعلیل کے ذریعہ حلِ عبارت پر قادر ہوجائیں۔ اس معمولی توجہ سے طالب علم کا مطالعہ اُسے فائدہ دینے لگے گا، اس کا شوق بیداری کے ساتھ بڑھتا رہے گا اور وہ کتاب نہ سمجھنے کا بہانہ بنا کر بے ہمتی کا مظاہرہ نہیں کرسکے گا۔

اسی طرح مدرس خود بھی اچھی طرح تیاری فرما کر آئے۔ مدرس کی اچھی تیاری کی بابت اساتذہ کرام سے علامہ شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد سنا ہے کہ مدرس تین طرح کا مطالعہ کرے: ۱:-ایک مطالعہ کتاب فہمی کا، ۲:-دوسرا مطالعہ تفہیم کے لیے یعنی خود سمجھی ہوئی بات مخاطب طلبہ کو کیسے سمجھانی ہے، ۳:-تیسرا مطالعہ آسان سے آسان الفاظ، اسلوبِ بیان اور اظہارِ مطالعہ کے لیے عام فہم تعبیرات کے چناؤ کے لیے، یعنی استاذ کا مطالعہ فہم، تفہیم اور تلخیص وتیسیر کے تین مراحل پر مشتمل ہونا چاہیے، بالخصوص ابتدائی درجات میں سال کے شروع میں اس ترتیب پر خاص توجہ رکھی جائے۔

ب:- استاذ درس کی تقریر شروع کرنے سے قبل لاعلی التعیین کسی بھی طالب علم سے عبارت پڑھوائے، صحیح اور غلط کی نشان دہی کرے، اس تصحیح اور نشان دہی میں دیگر طلبہ کو بھی شریک کرے۔ اگر قاری نے عبارت درست پڑھی ہے تو وجۂ اعراب اور ترکیبی حالت کے بارے میں قاری یا سامعین میں سے کسی سے سوال کرلیا جائے، اسی طرح صیغے کی پہچان اور اس کا ترجمہ وغیرہ بھی عبارت سے جداگانہ پوچھ لیا جائے۔

ج:- عبارت ہر اعتبار سے حل ہوجائے تو اس کے بعد عبارت میں بیان کردہ مسئلہ،

صورتِ مسئلہ اور حکم بیان کر دیا جائے کہ اس عبارت کا مقصد اس مسئلہ کا جواز یا عدمِ جواز بتانا ہے۔ یہ جائز ہے یا ناجائز ہے۔ اگر مسئلہ میں اختلافات یا تفصیلات نہ ہوں تو بلاوجہ قدوری کو ہدایہ بنانے کا مُضر تکلف نہ کیا جائے۔

اگر مسئلہ اختلافی ہو اور اختلافات کی طرف کتاب میں تذکرہ اور اشارہ بھی ہو تو ایسی صورت میں ابتدائی درجات (قدوری اور کنز) وغیرہ میں اختلاف اور دلائل کو کتاب میں ذکر کردہ تفصیل تک محدود رکھا جائے۔

قدوری کے حل کے لیے ''اللباب'' (اللباب في شرح الکتاب ،،عبدالغنی بن طالب بن حمادۃ بن ابراہیم الدمشقی المیدانی الحنفی [۱۲۲۲-۱۲۹۸ھ])، ''الجوهرة النيرة'' (الجوهرة النيرة على مختصر القدوري ،ابوبکر بن علی بن محمد الحدادالیمنی [متوفی: ۸۰۰ھ]) جب کہ ''کنز الدقائق'' کے حل کے لیے ''تبیین الحقائق'' (تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق ،عثمان بن علی بن محجن البارعی فخر الدین الزیلعی الحنفی [متوفی: ۷۴۳ھ]) اور جزئیات کے استقصاء کے لیے ''البحر الرائق'' (البحر الرائق شرح کنز الدقائق ،زین الدین بن ابراہیم بن محمد الشہیر بابن نجیم المصری) مفید ہے۔ اختلافات میں راجح مرجوح کی پہچان کے لیے علامہ قاسم قطلو بغا [متوفی: ۸۷۹ھ] کی ''التصحيح والترجيح'' کو شامل مطالعہ رکھا جائے، آگے چل کر ہدایہ کے اختلافات میں ترجیحات کی شناخت کے لیے بھی ''ترجيح الراجح بالرواية في مسائل الهداية'' کے نام سے اکوڑہ خٹک سے باقاعدہ کتاب چھپ چکی ہے۔

د:- البتہ وسطانی اور فوقانی درجات میں فقہ کی تدریس کے دوران اختلافی اقوال کو ان کے لوازم کے ساتھ پڑھایا جائے، اگر کسی مسئلہ میں ائمہ احناف کا باہمی اختلاف ہے تو ہر ایک کا قول، اس کی دلیل اور منشاِ اختلاف بیان کیا جائے، اور پھر مفتیٰ بہ اور راجح قول اور اس کی وجہ ترجیح بتائی جائے، متعلقہ اختلاف ائمہ احناف اور دیگر ائمہ کے درمیان ہے تو پھر اس اختلاف کو ذرا محنت کے ساتھ ''الفقه المقارن'' بنایا جائے، ہر ایک کے عقلی ونقلی دلائل ان کے اپنے ماخذ سے نقل کیے جائیں، پھر ائمہ احناف کی رائے کو دلیل کے ساتھ بیان کیا جائے اور وجہ ترجیح بھی بتائی جائے، اور فقہ حنفی کے تطبیقی امتیاز کو اُجاگر کرنے کی کوشش کی جائے، دلیل اور اس کی تفصیل کے بارے میں اوپر بیان کر آئے ہیں کہ دلیل کی نوعیت اور اس کا درجہ بھی واضح کیا جائے، اس سلسلے میں کسی حد تک ''الفقه الحنفي وأدلته'' شیخ اسعد محمد سعید الصاغرجی سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

جب کہ تطبیقی امتیاز کا مطلب یہ ہے کہ نفس الامری مثالوں کے ذریعہ سمجھانے کی کوشش کی

جائے۔ اس کے لیے عبدالحمید محمود طہماز کی ’’الفقہ الحنفي فی ثوبہ الجدید ‘‘ سے مدد لی جاسکتی ہے۔ اکابر کے فتاویٰ سے یوں مدد لی جاسکتی ہے کہ جو بات یہاں زیرِ درس آئے اکابر کے فتاویٰ میں متعلقہ باب ومقام مطالعہ کرلیا جائے اور وہاں سے نفس الامری مثالیں بتائی جائیں، اور یہ سمجھا اور سمجھایا جائے کہ کتاب کے یہی مسائل عوام کیسے پوچھتے ہیں، اور ان کو کیسے جواب دیا جاتا ہے۔

نیز تطبیق کا مطلب یہ بھی ہے کہ ہر باب سے متعلق نو پیش آمدہ مسائل اور احوال سے آگاہی رکھی جائے اور موقع بموقع طلبہ کی رہنمائی کی جائے۔ طہارت اور عبادت میں ایسی نئی صورتیں کونسی ہیں جن کی فقہ قدیم کے ساتھ تطبیق وتقریب کی ضرورت ہے، معاشرت ومناکحات میں غور کیا جائے، معاملات ومخاصمات میں یہی عمل کیا جائے، ایسے مسائل کی تفصیلی فہرست کے لیے قاضی مجاہد الاسلام قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کی مرتبہ ’’جدید فقہی مباحث‘‘ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

فقہ کی درسی کتب کی تدریس

● ہمارے ہاں سب سے پہلی کتاب ’’مختصر القدوري ‘‘ لابی الحسین احمد بن محمد القدوری البغدادی [۳۶۲-۴۲۸ھ] ہے، جس کے پڑھانے کے لیے انہی معلومات پر اکتفا کیا جائے جو خود قدوری میں درج ہیں، اختلافات وغیرہ کے بارے میں درج بالا اصول وآداب ملحوظ رہیں۔ اس کتاب کو حل کرنے کے لیے ’’اللباب فی شرح الکتاب ‘‘ اور ’’الجوهرة النیرة ‘‘ کو زیرِ مطالعہ رکھیں، مطالعہ میں اضافہ اور مسائل میں وسعت اور استحکام کے لیے بڑی کتابیں بھی دیکھیں، مگر یاد رہے کہ قدوری اور کنز متن ہیں، تدریس کے دوران انہیں متن ہی رہنے دیا جائے، شروح کی باتیں آگے شروح میں بتائی جائیں۔

● دوسری کتاب ’’کنز الدقائق ‘‘ للإمام أبی البرکات عبداللہ بن احمد النسفی [۶۲۰-۷۱۰ھ] ہے، یہ بھی اہم اور دقیق متن ہے، اس کے حل کے لیے ’’تبیین الحقائق ‘‘ اور جزئیات کے لیے ’’البحر الرائق ‘‘ سے استفادہ کیا جائے۔

● ’’شرح الوقایة ‘‘ لصدر الشریعۃ عبیداللہ بن مسعود المحبوبی البخاری الحنفی [۷۴۷ھ]‘‘ ہمارے نصاب کا حصہ ہے، اس کی بعض تعبیرات، تعقیدات کی زَد میں رہتی ہیں، حلِ کتاب میں بسا اوقات بہت دقت پیش آتی ہے، اس کے لیے یہ کہا جاسکتا ہے کہ سب سے پہلے اس فقہی قاعدے کو گرفت میں لانے کی کوشش کریں جس قاعدے پر متعلقہ مسائل ومباحث کی تفریع ہے، دوسرے نمبر پر یہ دیکھا جائے کہ اصل مسئلہ کیا ہے اور اس مسئلہ کو دوسری کتابوں میں کیسے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کی دلیل کیا بتائی گئی ہے؟!

● مسئلہ سمجھنے کے لیے وہی مسئلہ دوسری فقہی کتاب میں سمجھ کر طالب علم کو نفسِ مسئلہ سمجھا دیا

جائے، کیونکہ ایسے مواقع پر استاذ اور شاگرد کی توانائیاں اگر کتاب کے اغلاق کی رفع بندی میں صرف ہوتی ہیں تو کتاب تو شاید حل ہو جائے گی، مگر کتاب پڑھنے کا جو اصل مقصد ہے: ''مسئلہ کا فہم'' وہ فوت ہو جائے گا، نقصان سے کم از کم بچا جائے۔ اس لیے حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے بعض تلامذہ کی زبانی معلوم ہوا کہ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ، صدر الشریعہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ''شرح وقایہ'' کے بجائے ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ کی ''شرح النقایة'' کو شاملِ نصاب رکھنے کی تجویز دیا کرتے تھے۔ راقم الحروف کو جب شرح وقایہ پڑھانے کا اتفاق ہوا تو شرح وقایہ کے مضامین نجم الدین محمد الدرکانی کی شرح ''اختصار الرواية على مختصر الوقاية'' سے بتانے میں زیادہ سہولت محسوس ہوئی۔ یہ کتاب ''شرح النقاية'' (فتح باب العناية) کا جامع اختصار بھی ہے، یعنی ''مختصر الوقاية لصدر الشريعة'' کے حل اور تفہیم کے لیے ان کے پوتے عبید اللہ کی شرح کے بجائے درکانیؒ کی شرح کو زیرِ غور لایا جائے تو شاید معروف ''شرح الوقاية'' کی کتاب فہمی میں صرف ہونے والا وقت مسائل کے استحضار و استقصاء کے لیے بچ جائے گا۔

ہدایہ کی تدریس

''الهداية''، ''بداية المبتدی'' کی شرح ہے جو کفایت المنتہی ۸۰ مجلدات کی تلخیص ہے (''الهداية في شرح بداية المبتدي''، علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل ابی الحسن برہان الدین المرغینانی [متوفی: ۵۹۲ھ]) ''بداية المبتدي'' دو معتبر ترین متون کا مجموعہ ہے: ایک امام شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی ''الجامع الصغير'' دوسری امام ابو الحسن القدوری کی ''المختصر''، اس سے ہدایہ کی جامعیت اور استنادی حیثیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ پھر صاحبِ ہدایہ کے مقام و مرتبہ کے بارے میں اہلِ علم کے ہاں تفصیل ہے کہ انہیں مجتہد فی المذہب قرار دیا جائے یا اصحاب الترجیح میں شمار کیا جائے۔ اکثر اہلِ علم کی رائے یہ ہے کہ آپ کی اجتہادی شان کا تقاضا تو یہ ہے کہ مجتہد فی المذہب قرار پائیں، یعنی اصول میں اپنے امام کے مقلد اور فروع میں آزاد رہیں، اس سے یہ اندازہ لگایا جائے کہ صاحبِ ہدایہ کے اپنے اقوال اور اپنی تفریعات بھی فقہ حنفی میں قابلِ اعتبار اضافہ شمار ہوتی ہیں، بایں ہمہ اگر متعدد اقوال کے ضمن میں وہ ''أقول'' یا ''قال العبد الضعيف'' فرمائیں تو اس کا مطلب ترجیح راجح ہوگا۔

- اس تفصیل کا مدعا یہ ہے کہ ہدایہ نقلِ مذہب میں جہاں معتمد ہے وہاں ترجیح میں بھی اُسے ایک مقام حاصل ہے، اس لیے ہدایہ کی تدریس کے دوران اس کی منزلت کا خیال رہنا چاہیے، اور اس کے شایانِ شان محنت کرنی چاہیے، یہ کتاب اس لیے بھی سخت محنت کی مستحق ہے کہ درسِ نظامی میں فقہی ابواب کو احاطہ کرنے والی واحد مفصل و مدلل کتاب ہے۔
- ہدایہ کی تدریس کے دوران صاحبِ کتاب کے صنیعِ خاص کا لحاظ بھی رہنا ضروری ہے،

بالخصوص نقلِ مذاہب اور بیانِ ادلہ میں۔ نقلِ مذاہب میں تصحیح التزامی کے طور پر مدلل ومفصل/ راجح قول کو سب سے آخر میں ذکر فرماتے ہیں، پھراس کی قوتِ دلیل اور وجۂ ترجیح کی طرف مختصر یا مفصل انداز میں توجہ دلاتے ہیں۔

● اس کی تفصیل ہدایہ اخیرین کے ابتدائیہ میں علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے درج ہے۔ یہاں پر یہ امر بھی قابلِ اعتناء ہے کہ صاحبِ کتاب نے متعلقہ مسئلہ سے متعلق جتنے اقوال اور جس ترتیب سے ذکر فرمائے ہیں اسی تعداد اور ترتیب تک محدود رہا جائے، اِدھر اُدھر جانے سے معلومات کا فائدہ تو ہوسکتا ہے، لیکن فہمِ کتاب کا مقصد بھی متاثر ہوسکتا ہے، اس لیے کتاب فہمی کی غرض سے کتاب کے محتویات تک محدود رہنا افضل ہے۔ ہاں! اگر سارے طلبہ استعداد والے ہوں اور کتاب کو خود حل کرنے کی لیاقت رکھتے ہوں تو پھر پوری کتاب کو ''الفقه المقارن'' بنادیں، بہت اچھی بات ہے، پھر نقلِ مذاہب کے لیے دوسرے مذاہب کی معتمد کتب کی طرف جائیں، ان کے اقوال اپنی کتب سے نقل کرنے پر اکتفا نہ کریں، اور نقل ورَد میں ابتدائی بہترین نمونے کے طور پر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''كتاب الحجة علٰى أهل المدينة'' اور امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''التجريد للإمام القدوري'' (الموسوعة الفقهية المقارنة) کو بنیاد بنایا جائے۔

● نقلی دلائل کے لیے ''نصب الرأية لأحاديث الهداية للزيلعي [متوفی: ۷۶۲ھ]'' کو بنیاد بنایا جائے۔ نقلِ مذاہب اور ادلۂ مذاہب میں ''نصب الرأية'' کی ایک اہم خصوصیت جو کسی اور کتاب میں نہیں ہے وہ یہ کہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ مذاہب اور دلائل کے نقل میں تعصبِ مذہبی سے محفوظ ہیں، جتنا زور اپنے مسلک کی حمایت میں لگاتے ہیں اتنا ہی اہتمام خصم کی بات اور دلیل کو نقل کرنے میں صرف کرتے ہیں، یہ امتیاز بلا مبالغہ کسی مسلک کی کسی کتاب یا صاحبِ کتاب کو حاصل نہیں ہے۔

● جہاں تک عقلی دلائل کا تعلق ہے، عقلی دلائل میں فقہی اصول، قواعد، ضوابط اور تعلیلات کو توجہ سے یاد کیا اور کرایا جائے، ان کی مدد سے فہم وتفہیم میں سہولت رہے گی، ان قواعد کا حفظ اور اجراء یہ کتاب کی فہم وتفہیم کے لیے کلیدی حیثیت کا حامل ہے۔

● نیز عقلی دلائل میں صاحبِ ہدایہ کا ایک خاص انداز ہے منطقی استدلال کا، اس منطقی استدلال سے قبل ان اصطلاحات سے آگاہی درکار رہوگی، مثلاً: دلیلِ ''لِـمّـيّ'' اور ''إنّـيّ'' کسے کہتے ہیں؟! قیاسِ اقترانی اور استثنائی کا کیا مطلب ہے؟! لازم الشیء اور ملزوم الشیء کی تعبیر کیا ہوگی؟ ان اصطلاحات سے واقفیت اور مناسبت کے بغیر ہدایہ ایک گنجلک کتاب محسوس ہوگی۔

● ہدایہ کے حل کے لیے ''العناية'' لاکمل بابرتیؒ (''العناية فی شرح الهداية'' محمد بن

محمد بن محمود اکمل الدین ابوعبداللہ بن شیخ شمس الدین بن شیخ جمال الدین الرومی البابرتی ؒ [متوفی: ۷۸۶ھ]) اور ''الکفایۃ'' از امام اسماعیل بیہقی ؒ سے مدد لی جائے، ''النہایۃ'' لحسام الدین اگر دستیاب ہو تو اس کی تفہیم سب سے شائستہ اور سہل ہے۔ اس کا اندازہ ہدایہ کے حواشی میں ''النہایۃ'' کے حوالوں سے لگایا جاسکتا ہے۔

- دیگر تفصیلات کے لیے محقق ابن ہمام رحمہ اللہ کی ''فتح القدیر'' اور علامہ عینی رحمہ اللہ کی ''البنایۃ'' سے استفادہ کیا جائے۔ ''البنایۃ'' حلِ کتاب اور بیانِ دلائل دونوں کے لیے عمدہ ہے۔
- ہدایہ ہو یا فقہ کی کوئی بھی کتاب ہو، ہر باب کے اختتام پر تمرینات کی ترتیب بنائی جائے، یہ ترتیب زبانی بھی ہوسکتی ہے اور تحریری بھی، مثلاً: خواندگی میں جو مسائل آئے ہیں ان کی فرضی صورت بناکر طالب علم سے مسئلہ کا حکم پوچھا جائے، اس سے بہتر صورت یہ ہوگی کہ استاذ ہر باب کے اختتام پر اس سے ایسا جامع سوال نامہ تیار کرے جو پورے باب کے سارے مسائل یا اہم اہم مسائل سے متعلق ہو، یہ سوال نامہ جہاں باب کے مسائل کو ضبط کرنے میں معاون ہوگا، طلبہ کو امتحانی سوالات کی تیاری کے لیے مساعد بھی ہوگا۔ **(جاری ہے)**

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....